آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ پیدائش

اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ

تحریر: غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

زیرِ نظر تحقیقی کاوش مفید اضافوں کے ساتھ افادہ عام کے لیے دوبارہ نذرِ قارئین ہے۔ادارہ

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور مکمل دین ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾(المائدۃ : ۳) "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے،اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ہے"۔

یہ عظیم المرتبت آیتِ کریمہ دین کی تکمیل کی بشارت دیتی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "اس امت پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کو کامل واکمل دین عطا کیا ہے۔اب انکو دین اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین اور نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی حاجت نہیں ہے۔اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنا کر جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے اب حلال وہی ہے جسے آپؐ نے حلال کہا ہے حرام وہی ہے جسے آپ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔دین صرف آپ ﷺ کی ہی شریعت کا نام ہے،(ابن کثیر : ۲/ ۱۹)

جب دین صرف آپ ﷺ کی شریعت کا نام ہے۔ تو اب کوئی بھی طریقہ عبادت جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے خلاف ہو۔وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دیناًفلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخا سرین﴾(آل عمران ۸۵) ترجمہ : "اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ :﴿یایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کآفۃ ولا تتبعو ا خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین﴾(البقرہ : ۲۰۸) "اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر رسموں پر عمل کرنے والا انسان اسلام میں پورا پورا داخل نہیں

ہو سکتا۔ اسی لیے تو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: ﴿لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة﴾ (الاحزاب: ۲۱) "تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ ہے"۔

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی واجب الاتباع ہے، فرمایا: ﴿قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم﴾ (آل عمران: ۳۱) "اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

علامہ شوکانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کی محبت کا دارومدار رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر ہے۔ کیونکہ یہی وہ معیار ہے جو بندے کی اپنے رب سے محبت باعتبار طریقے سے پہچانی جاتی ہے، اور یہ اس بات کا بھی سبب ہے کہ بندہ اللہ کی محبت کا مستحق ٹھہرے! (شرح الصدور بتحریم رفع القبور)

اب ہم نے قرآن و سنت کی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ مروجہ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور یہ بات مسلّم ہے کہ متنازعہ فیہ مسائل کا حل، فرقہ بندی کا خاتمہ قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے سے ہی ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی الله و الرسول ان کنتم تؤمنون بالله و الیوم الآخر ذلک خیر و احسن تاویلاً﴾ (النساء: ۵۹) ترجمہ: "اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔

عید میلاد کی شرعی حیثیت: واضح رہے کہ مروجہ جشن عید میلاد النبیؐ کا قرآن و حدیث میں کوئی اصل نہیں ہے۔ نبیؐ کے یومِ ولادت کو یومِ عید قرار دینا یہ عیسائیوں کا وطیرہ ہے اور مروجہ عید میلاد النبی ﷺ عید میلادِ عیسیٰ کے مشابہ ہے، اور بدعتِ سیئہ ہے جبکہ کفار کی مشابہت اور انکی رسومات پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عید میلاد کی تاریخی حیثیت: عید میلاد النبی ﷺ کا نبی کریم ﷺ، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ دینؒ اور سلف صالحینؒ کے زمانہ میں وجود نہیں ملتا ہے۔ بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہے۔

مروجہ عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء چوتھی صدی کے آخر میں ہوئی سب سے پہلے مصر میں نام نہاد فاطمی شیعوں نے یہ جشن منایا یہ سال میں کل ۲۸ عیدیں مناتے تھے اور جن میں سے چھ عیدوں کا تعلق شخصیات کے یوم ولادت سے تھا۔ ان میں سے ایک عید ہمارے نبی کریم ﷺ کے حصہ میں آئی جو کہ آپ ﷺ کے یوم ولادت کو مناتے تھے۔

(الخطط للمقریزیؒ المتوفی سنۃ ۸۴۵ھ :۱/ ۴۳۲-۴۳۳، ۴۹۰)

فاطمی شیعہ دراصل یہودی تھے۔ انہوں نے رافضیت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ قاضی باقلانیؒ انکے بارے میں لکھتے ہیں" هم قوم يظهرون الرفض و يبطنون الكفر المحض""یہ لوگ رافضیت کا اظہار کرتے لیکن باطن میں کفر محض رکھتے تھے"(البدایہ والنھایہ :۱۱/ ۳۴۶، ۲۸۴)

حافظ ابن کثیرؒ انکے بارے لکھتے ہیں" یہ کافر، فاسق، فاجر، ملحد، زندیق، معطل، منکرِ اسلام تھے، مجوسی اور ثنوی مذہب کے معتقد تھے۔ انہوں نے حدود کو پامال کیا، زنا کو جائز، شراب اور خون ریزی کو حلال قرار دیا تھا۔ یہ انبیاء کو گالیاں دیتے اور سلف پر لعن طعن کرتے تھے اور انہوں نے ربوبیت کا بھی دعوی کیا تھا۔ قاضی باقلانیؒ نے انکے رد میں"كشف الأسرار و هتك الاستار" نامی کتاب لکھی جس میں انکے فضائح وقبائح کا ذکر کیاہے،(البدایہ والنھایہ :۱۱/ ۳۴۶)

آگے چل کر حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں" فاطمی غنی خلفاء تھے۔ انکے ہاں مال کی کثرت تھی۔ یہ بڑے جابر اور ظالم تھے۔ انکے ظاہر وباطن میں نجاست و خباثت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انکے دور حکومت میں بدعات ومنکرات ظہور پذیر ہوئیں ۔ اھل فساد بڑھ گئے۔ صالحین میں سے علماء اور عبادت گزاروں میں کمی واقع ہوگئی"(البدایہ والنھایہ : ۱۲/ ۲۶۷) صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شادی نے ۵۶۴ھ میں مصر پر چڑھائی کی اور ۵۶۸ھ تک انکے وجود کا قلع قمع کر دیا۔(البدایہ والنھایہ :۱۲/ ۲۵۵-۲۷۱)

اربل میں عید میلاد کی ابتداء ساتویں صدی کے آغاز ۶۰۴ھ میں ابو سعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن بکتکین بن محمد الملقب الملک المعظم مظفر الدین اربل نے کی تھی۔ اس بادشاہ کے متعلق احمد بن محمد مصریؒ لکھتے ہیں :۔

" وہ ایک فضول خرچ بادشاہ تھا۔ میلاد منایا کرتا تھا۔ وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے یہ کام شروع کیا تھا"۔(القول المعتمد فی عمل المولد)

اس کی خرافات اور اسراف و تبذیری تفصیل معلوم کرنے کے لیے" تاریخ ابن خلکان" تاریخ اربل لابن المستوفی المتوفی ۶۳۸ھ "اور"البدایہ والنھایہ لابن کثیر" کی طرف رجوع کریں۔

اس وقت اس بادشاہ کی تائید ایک بدعتی عالم عمر بن دحیۃ(۵۴۶-۶۳۳ھ) نے کی۔

۱۔ حافظ ابن کثیرؒ اس کے متعلق لکھتے ہیں" یہ جھوٹا شخص تھا۔ لوگوں نے اسکی روایت پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اور اسکی بہت زیادہ تذلیل کی تھی"(البدایہ والنھایہ : ۱۳/ ۱۴۴)

۲۔ حافظ ابن حجرؒ اسکے بارے میں فرماتے ہیں" یہ بہت جھوٹا شخص تھا۔ احادیث خود گھڑ کر انہیں نبی کریم ﷺ کی

طرف منسوب کر دیتا تھا۔ سلف صالحین کے خلاف بد زبانی کیا کرتا تھا، (لسان المیزان ۴/ ۲۹۶) حافظؒ نے اس کا ایک جھوٹا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔

۳۔ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ "یحجون الی اقامة دلیل علی ماافتوابه برائهم فیضعون و قیل ان الحافظ ابا الخطاب بن دحیة کان یفعل ذلک وکانه الذی وضع الحدیث فی قصر المغرب" ترجمہ : "جو لوگ اپنی آراء کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ جب انکو دلیل پیش کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ تو وہ جھوٹی احادیث گھڑ لیتے، کہا گیا ہے کہ حافظ ابو خطاب بن دحیۃ بھی ایسا ہی کیا کرتا تھا۔ نماز مغرب کی قصر کے بارے میں اسی نے حدیث گھڑی ہے۔ (تدریب الراوی :۱/ ۲۸۶)

اس نے اس بدعت کے ثبوت پر "التنویر فی مولدالسراج المنیر" کتاب لکھ کر ایک ہزار دینار انعام پایا۔ (البدایہ والنہایہ :۱۳/ ۱۴۷، ۱۴۵) (تاریخ اربل) (تاریخ ابن خلکان)

برصغیر میں جشن عید میلاد کی ابتداء :

محدث العصر محمد اسماعیل سلفیؒ فرماتے ہیں کہ "ہندوستان میں جہاں اور بہت سی بدعتیں فتوحات اسلامیہ کے بعد آئیں۔ محفل میلاد بھی اپنے تمام لوازم کے ساتھ سارے ملک میں چھا گئی۔ جاہل ملاؤں اور خود غرض سیدوں نے اس کی نزاکت شان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بدعت کو خوب ہوا دی۔ قرآنی آیات کی تحریف اور ترمیم کر کے احادیث کے عمومات کو غلط موقعہ پر محمول کرتے ہوئے۔ اسکے جواز کی کوشش کی گئی۔ محبت رسول ﷺ کا نام لے کر جذبات کو اس قدر اچھالا گیا کہ یہ رسم ایک میلہ اور ہنگامہ و تماشہ بن کر رہ گئی۔" (الاعتصام ۶ جنوری ۱۹۵۰ء) اور بی بی سی نے اپنی ریڈیو نشریات میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "برصغیر میں محافل میلاد کا آغاز اکبر اعظم کے زمانے میں ہوا اور کراچی میں جلوس نکالنے کی روایت سو سال پرانی ہے" (روزنامہ جنگ لاہور ۹ جولائی ۱۹۹۸ء) واضح رہے کہ مروجہ عید میلاد النبی ﷺ کا دینِ اسلام میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی لیے تو ہم نے اسکو بدعتِ سیئہ قرار دیا ہے۔

بدعت کی تعریف : ۱۔ محقق شاطبیؒ بدعت کی تعریف یوں کرتے ہیں" طریقة فی الدین مخترعة تضاهی الشرعیة یقصد بالسلوک علیها المبالغة فی التعبدلله سبحانه"بدعت دین میں ایجاد شدہ طریقہ کو کہتے ہیں جو شریعت کے مشابہ ہو اس پر عمل کرنے کی غرض عبادت الٰہی میں مبالغہ ہو"

(الاعتصام از شاطبیؒ :۱/ ۳۷)

۲۔ احمد بن محمد بن محمد بن حسن شمنی حنفیؒ جو حنفیوں کے بہت بڑے فقیہ اور اصولی امام ہیں ان سے علامہ ابن نجیم

حنفیؒ جن کو ابو حنیفہ ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ تعریف نقل کرتے ہیں :

" ماأحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ من علم اوعمل او حال بنوع شبهة أو استحسان وجعل ديناً قويماً و صراطاً مستقيماً" ترجمہ : نبی کریم ﷺ سے حاصل شدہ کسی علمی یا حالی شے کے خلاف کسی چیز کو پیدا کر لینے کو بدعت کہتے ہیں۔ جسے دین کا قوی حصہ اور صراط مستقیم سمجھ لیا جاوے جس کے احداث کی وجہ دلائل میں کوئی شبہ ہو یا استحسان ہو" (البحر الرائق : ۱/ ۳۴۹)

۳۔ علامہ عینی حنفیؒ بدعت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ " بدعة و هي مالم يكن له اصل في الكتاب و السنة وقيل اظهار شيء لم يكن في عهد رسول الله ﷺ ولا في زمن الصحابة رضي الله عنهم " بدعت دین میں ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں۔ جس کا اصل کتاب و سنت میں نہ ہو اور ایک قول یہ بھی ہے کہ " جس چیز کا اظہار نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں نہ ہوا ہو" (عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری : ۲۵/ ۳۷

اور یہی علامہ عینی حنفیؒ ھدایہ کی شرح میں یہ تعریف کرتے ہیں :

" والبدعة اسم لاحداث امر لم يكن في زمان رسول الله ﷺ "

"بدعت دین میں ایسے ایجاد شدہ کام کو کہتے ہیں۔ جس کا اصل رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو" (البنایہ فی شرح الھدایہ : ۲/ ۳۱۹)

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مروجہ عید میلاد النبی ﷺ بدعت ٹھہرتی ہے!

بدعت کی تقسیم : پھر بدعت کی تقسیم کا سہارا لے کر عید میلاد کو بدعتِ حسنہ قرار دیتے ہیں (بریلویوں کے اس اعتراف سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مروجہ بدعت کا وجود نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں نہ تھا) جبکہ ہر بدعت سیئہ اور مذمومہ ہے۔ جن علماء نے بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے بدعت سے مراد اس کا لغوی معنی لیا ہے۔ جنہوں نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے۔ انہوں نے شرعی معنی مراد لیا ہے۔

حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلویؒ لکھتے ہیں کہ " ہر بدعت مذمومہ ہے۔ کیونکہ جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ وہ عام ہیں۔ ان میں کوئی تخصیص نہیں۔ سلف صالحینؒ، صحابہؓ، تابعینؒ اور اسکے بعد ائمہؒ کا اس بات پر تقریباً اجماع ہے۔ ان سے تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں۔ بعض علماء سے جو تخصیص کا لفظ آیا ہے۔ انکے نزدیک بھی حقیقت میں اس مفہوم کی تقسیم نہیں۔ جس کو سلف صالحین بدعت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔ اور جس امر کو ان علماء نے بدعت حسنہ کہا ہے وہ امر دراصل محقق مذہب میں بدعت نہیں اور جس امر کو بدعت سیئہ یا بدعت ضلالت کہا ہے۔ وہی حقیقت میں بدعت کا شرعی مصداق ہے۔ فتح الباری میں ہے " البدعة في الشرع

مذمومة بخلاف اللغة" شریعت میں جسے بدعت کہا جاتا ہے وہ مذموم ہے۔ اور لغوی معنی کے اعتبار سے ہر بدعت مذموم نہیں" (الاصلاح :٦٠ حصہ دوم)

ا۔ ہر بدعت مذمومہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایاکم و محدثات الامور کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة" دین میں نئی نئی رسموں سے بچو، ہر نئی رسم بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم، نسائی)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا "من صنع امرا علی غیر امرنا فھورد" "جو شخص کوئی کام ہمارے حکم کے مطابق نہ کرے وہ رد ہے" (ابو داؤد)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ "من احدث فی امرنا ما لیس منه فھورد" "جو شخص ہمارے اس دین میں ایسی چیز نکالے جسکا وجود اس میں نہ ہو وہ مردود ہے"۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں "کل بدعة ضلالة وان راھا الناس حسنة"

ترجمہ: "ہر بدعت گمراہی ہے۔ خواہ لوگ اسکو حسنہ ہی قرار کیوں نہ دیں۔ (الابانۃ عن اصول الدیانۃ لابن بطہؒ : ٢/ ١١٢/ ٢) (السنۃ للالکائیؒ : ١/ ٢١/ ١) (السنۃ لمحمد بن نصر المروزیؒ : ٢٩) محدث ناصر الدین البانی حفظہ اللہ تعالی نے اسکی سند کو "صحیح" کہا ہے (احکام الجنائز : ٢٥٨)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت مذمومہ اور ضلالت ہے۔

ا۔ امیر صنعانیؒ فرماتے ہیں "لیس فی البدعة ما یمدح، بل کل بدعة ضلالة"۔ "کوئی بھی بدعت قابل مدح نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی و ضلالت ہے" (سبل السلام : ٢/ ١١-١٢)

٢۔ محقق شاطبیؒ لکھتے ہیں۔ "قال ابن الماجشون : سمعت مالکا یقول : من ابتدع فی الاسلام بدعة یراھا حسنة، فقد زعم ان محمداً خان الرسالة، لان الله یقول : الیوم ....دینکم، فمالم یکن یومئذ دیناً فلا یکون الیوم دینا" "امام مالکؒ کے شاگرد ابن ماجشونؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دین اسلام میں بدعت ایجاد کر کے اسکو بدعت حسنہ قرار دیا گویا کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کو تبلیغ رسالت میں خائن سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ لہذا جو کام اس وقت دین میں نہ تھا۔ وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا ہے' (الاعتصام : ١/ ٤٩)

٣۔ شیخ علی محفوظ اپنی کتاب میں ملا احمد رومی حنفیؒ کا قول انکی کتاب "مجالس الابرار" کے حوالہ سے نقل کرتے

ہیں۔"فمن احدث شیأ یتقرب به الی الله تعالی من قول اوفعل فقد شرع من الدین مالم یأذن به الله فعلم ان کلّ بدعة من العبادات الدینیة لاتکون اِلا سیئة "جس شخص نے اللہ تعالی کے تقرب کے حصول کے لیے دین میں کوئی نئی بات یا کام جاری کر دیا گویا کہ اس نے دین میں وہ چیز داخل کر دی۔ جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے۔ یہ بات معلوم شدہ ہے۔ کہ ہر بدعت جس کا تعلق دینی عبادات سے ہو وہ بدعت سیئہ ہے"(الابداع فی مضار الابتداع :۳۰)

۴۔ شیخ احمد سرہندی المعروف بہ (مجدد الف ثانی)(جن کا آج کل اہل بدعت بڑے زور و شور سے "یوم مجدد الف ثانی" بھی مناتے ہیں) کا فتوی بھی سنیئے۔ وہ بھی بدعت کی تقسیم کے قائل نہیں ہیں اور ہر بدعت کو سیئہ اور گمراہی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کابل کو سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرنے اور ہر بدعت کے سیئہ ہونے میں لکھا ہے۔آپ کا مکتوب فارسی میں ہے۔ اسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :

"بندہ حق سبحانہ تعالے سے عاجزی، انکساری، زاری اور محتاجی سے پوشیدہ اور ظاہر سوال کرتا ہے۔ کہ جو چیز دین میں نئی اور بدعت نکال لی گئی ہے۔ جو خیر البشر اور خلفاء علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کے زمانہ میں نہ تھی۔ اگرچہ اس کی روشنی صبح صادق کی طرح ہو۔ اس ضعیف اور اسکے ساتھ علاقہ رکھنے والوں کو اس نئی بات میں گرفتار نہ کرے اور اس بدعت کے فتنہ میں نہ ڈالے۔

لوگ کہتے ہیں کہ بدعت دو قسم پر ہے حسنہ اور سیئہ، حسنہ اس نیک کام کو کہتے ہیں۔ جو آنحضرت اور خلفاء راشدین علیہ و علیہم الصلوات اتمہا و التحیات اکملھا کے زمانہ کے بعد ہوئی۔ یہ سنت کی رافع نہیں۔ اور سیئہ وہ ہے۔ جو سنت کو اٹھائے۔

یہ فقیر (مجدد الف ثانی ؒ) کسی بدعت میں خوبی اور روشنی مشاہدہ نہیں کرتا۔ صرف تاریکی اور گندگی محسوس کرتا ہے۔ اگر بالفرض بدعت کا کام آج کے دن بینائی کی کمزوری سے تر و تازہ نظر آئے۔ قیامت کے دن جب لوگ تیز نظر ہو جائیں گے۔ اس وقت معلوم کریں گے۔ کہ سوائے پشیمانی اور نقصان کے کچھ نتیجہ نہ تھا :

؎ وقت صبح شود ہمچو روز معلومت۔ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

سید البشر علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔"من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهورد"جو شخص اس دین میں نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔ جو چیز مردود ہو خوبی اس میں کیسے پیدا ہو سکتی۔ (اس کے بعد دو حدیثیں جو بدعت کے رد میں وارد ہوئی ہیں) لکھ کر فرماتے ہیں۔ جس وقت ہر نئی بات بدعت ہوئی اور ہر بدعت گمراہی پس بدعت میں خوبی کہاں سے آئی ؟ حدیث سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر بدعت سنت کو مٹانے والی ہے۔ کسی خاص بدعت کی خصوصیت نہیں۔ پس ہر بدعت سیئہ ہوئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ کوئی قوم بدعت نہیں نکالتی۔ مگر اس سے اتنی ہی

سنت اٹھائی جاتی ہے۔ بعض بدعات کو جو بعض علماء اور مشائخ "حسنہ" جانتے ہیں۔ جب اچھی طرح غور کیا جائے تو وہ بھی سنت کو اٹھانے والی ہیں۔ مثلاً میت کو عمامہ باندھنا "بدعتِ حسنہ" کہتے ہیں۔ اور یہ بھی بدعت سنت کو مٹانے والی ہے۔ کیونکہ تین کپڑے مسنون ہیں۔ ان پر زیادتی تین کا نسخ ہے۔ اور نسخ رفع ہے (یعنی اسکا اٹھانا ہے) اسی طرح مشائخ نے پگڑی کا شملہ داہنی طرف لٹکانا مستحسن جانا ہے۔ اور سنت یہ ہے کہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا جائے، ظاہر ہے کہ یہ بدعت سنت کو اٹھانے والی ہے۔

اسی طرح علماء نے زبان سے نیت کرنی مستحسن سمجھی ہے۔ حالانکہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت نہیں، نہ صحیح روایت سے نہ ضعیف سے، نہ صحابہؓ کرام سے۔ نہ تابعین عظامؒ سے۔ بلکہ اقامت کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ پس زبانی نیت بدعت ہے اور اس کو "بدعتِ حسنہ" کہتے ہیں۔

اور یہ فقیر (مجدد الف ثانی) جانتا ہے۔ کہ یہ بدعت سنت کو اٹھانا تو ایک طرف فرض کو بھی اٹھا دیتی ہے۔ اسی طرح تمام محدثات اور بدعات کا حال ہے۔ "فانها زيادة على السنة ولو بوجه من الوجوه و الزيادة نسخ و النسخ رفع"

"بدعت سنت پر کسی نہ کسی وجہ سے زائد ہوتی ہے اور سنت پر کسی چیز کو زائد کرنا سنت کو منسوخ کرنا ہے اور منسوخ کرنا اسکا اٹھا دینا ہے" (مکتوب: ۱۸۶)

رومی حنفیؒ اور شیخ احمد سرہندی المعروف بہ (مجدد الف ثانیؒ) کی فیصلہ کن بات کے بعد ثابت ہو گیا کہ مروجہ عید میلاد بدعت سیئہ ہے۔ اسی لیے تو امام مالکؒ، امام بیہقیؒ، محقق شاطبیؒ، علامہ طرطوشیؒ، علامہ احمد بن محمد شمنی حنفیؒ، علامہ عینی حنفیؒ، شیخ الاسلام ابن حجرؒ، علامہ ابن حجر ہیثمیؒ، امام ابن تیمیہؒ۔ حافظ ابن رجبؒ اور علامہ شوکانیؒ عبادات و عادات میں ہر بدعت کو ضلالت اور مذمومہ قرار دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ عقائد میں بدعت کا جاری کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

عید میلاد سنتِ ترکیہ کے خلاف ہے: حضرت حافظ محمد گوندلویؒ فرماتے ہیں کہ "ہر بدعت سنتِ ترکیہ کے خلاف ہوتی ہے۔ سنتِ ترکیہ کا مطلب یہ ہے کہ قرون اول میں جب کسی کام کے کرنے کا سبب موجود ہو اور اس کے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اور بعد میں کوئی نیا سبب پیدا نہ ہو، جو اس کام کے کرنے کا مقتضی ہو۔ باوجود اسکے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں وہ فعل ثابت نہ ہو۔ یعنی شریعت نے اسکے جواز پر قول، فعل یا تقریر سے کوئی دلیل قائم نہ کی ہو۔ تو ایسے فعل کو ترک کرنا سنت ترکیہ کہلاتا ہے۔ جیسے عید میں اذان آنحضرتؐ کے عہد میں اسکا ثبوت نہیں ملتا، حالانکہ اذان کہنے کا سبب (لوگوں کو آگاہ کرنا) اس وقت موجود تھا۔ اور اذان کہنے سے کوئی امر مانع بھی

نہیں تھا۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا سبب اذان کہنے کا پیدا بھی نہیں ہوا۔ اب اس صورت میں عید میں اذان کہنا سنتِ ترکیہ کے خلاف ہوگا۔ یہی حال ہر بدعت کا ہے۔ (الاصلاح : ۹ حصہ دوم)

بدعت عیدِ میلاد کا سبب (مجلس میلاد میں نبی کی تعظیم) آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا۔ اس کے کرنے میں کوئی بندش بھی نہیں تھی۔ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا سبب اسکے کرنے کا پیدا بھی نہیں ہوا۔ اس لئے یہ بدعت عید میلاد سنتِ ترکیہ کے خلاف ہوگی۔ اگر کوئی نیا سبب ہماری غلطی سے پیدا ہوا ہو۔ تو اس صورت میں بھی ہم کوئی نیا کام نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں نہ کہ بدعت ایجاد کرلیں۔

عید میلاد اور صحابہ کرامؓ: صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ اور اہل بیتؓ جو آپ ﷺ کے سچے فداکار اور جانثار تھے، آپ ﷺ پر اپنی عزت، جان اور مال قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے جنہیں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی اور براہ راست آپ ﷺ سے دین سیکھا۔ جو خود شریعت کے نزول کے گواہ ہیں۔ ساری کائنات سے بڑھ کر آپؐ سے محبت کرنے والے تھے۔ ہر بھلائی کو پانے میں سبقت کرتے اگر شریعت میں اس جشن عیدِ میلاد کا کوئی اصل ہوتا تو وہ اس میں پہل کرتے کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن و حدیث کے معانی، مفاہیم و مطالب اور تقاضوں کو سمجھنے والے اور انکے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے تھے انہوں نے اس دن کو نہیں منایا۔

۱۔ ملا احمد رومی حنفیؒ اپنی کتاب "مجالس الابرار" میں حضرت حذیفہؓ کا قول نقل کرتے ہیں "کل عبادة لم يفعل الصحابةؓ فلا تفعلوها"۔ "جو عبادت صحابہؓ نے نہیں کی وہ مت کرو" اور یہی قول محقق شاطبیؒ نے بھی نقل کیا ہے (الاعتصام : ۱/ ۱۱۳)

۲۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ "جو کام صحابہ کرامؓ کے عہد میں دین میں داخل نہ تھا وہ آج بھی دین نہیں بن سکتا وہ دین اس لئے نہیں بن سکتا کہ اگر وہ نیکی کا کام ہوتا تو صحابہ کرامؓ اس پر ضرور عمل پیرا ہوتے۔ اور جو نیکی صحابہؓ سے منقول نہیں، وہ دراصل نیکی ہی نہیں وہ بدعت محض ہے! اور دین میں نیا کام گو بظاہر کتنا ہی دلکش اور جاذب نظر ہو وہ بدعت ہے۔ کیونکہ صحابہؓ نے عبادت، اطاعت اور نیکیوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"

۳۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: "واما اهل السنة والجماعة، فيقولون: فى كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابةؓ هو بدعة لأنه لو كان خيرًا لسبقونا اليه لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير الاوقد بادروا اليها"

یعنی "اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ فعل اور قول جو صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو، اس کا کرنا بدعت ہے اگر

وہ نیکی کا کام ہوتا تو وہ ہم سے سبقت کرتے، کیونکہ وہ کوئی نیک کام نہیں چھوڑتے تھے۔بلکہ کرنے میں جلدی کرتے تھے"۔(ابن کثیر : ۴/ ۱۹۹)

مروجہ عید میلاد کا ثبوت صحابہ کرامؓ سے نہیں ملتاہے،لہذا یہ بدعت ہے۔

دیدار علی بریلوی کا اعترافِ حقیقت : بریلوی مذہب کے چوٹی کے امام دیدار علی جن کے متعلق کہاجاتاہے کہ "مولانا دیدار علی نے لاہور شہر کو وہابیوں اور دیوبندیوں کے زہریلے عقائد سے محفوظ رکھا" وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ میلاد شریف کا سلف صالحین سے قرون اولی میں کوئی ثبوت نہیں یہ بعد میں ایجاد ہوئی ہے۔ (رسول الکلام فی بیان المولد والقیام : ۱۵)

ہوا ہے اچھا فیصلہ مدعی کا میرے حق میں

عبدالسمیع رام پوری بریلوی کا اظہارِ حقیقت : مولوی عبدالسمیع رام پوری خلیفہ احمد رضاخان بریلوی لکھتے ہیں۔"یہ سامان فرحت وسرور اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارھواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں" (انوار ساطعہ : ۱۵۹)

کیا اب بھی بریلویوں کو اس عید کے بدعت سیئہ ہونے میں کوئی شبہ ہے ؟

مروجہ بدعت عید میلاد کی صدر اول میں نہ ہونے کی وجہ : ملا احمد رومی حنفیؒ اپنی کتاب "مجالس الابرار" میں فرماتے ہیں کہ کسی فعل (دینی امر) کا صدر اول میں نہ ہونا یا تو اس لئے ہوگا کہ (۱) اسکی حاجت نہیں (۲) یا کوئی مانع تھا (۳) یا انکو علم نہ تھا (۴) یا سستی اور تکاسل تھا (۵) یا کراہت تھی (۶) یا عدم مشروعیت"

اب مروجہ بدعت عید میلاد کو ہم ان چھ وجوہات کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ صدر اول میں اسکے نہ ہونے کی وجہ کیا ہے اول : یعنی عدم حاجت تو یہ بے معنی سی بات ہے کیونکہ تقرب الی اللہ کی ہر وقت ضرورت ہے۔ دوم : مانع تو ظہور اسلام کے بعد مانع کا تصور بھی نہیں ہو سکتاہے۔ سوم : عدم علم، چہارم : تکاسل (سستی) ان دونوں کا وہم بھی نہیں ہو سکتاہے اب ترک کی وجہ صرف اسکا سیئہ ہونا ہی ہوگا۔

ائمہ اربعہ اور مروجہ عید میلاد : ائمہ اربعہ کے مذاہب میں بھی اسکا نام ونشان تک نہیں ملتا اب بریلویوں کو چاہیے کہ وہ اس بدعتِ قبیحہ کا حنفی مذہب کی معتبر کتب سے ثبوت پیش کریں تاکہ ان کی حنفیت کا پتہ چل سکے کہ واقعی یہ لوگ امام ابوحنیفہؒ کے سچے مقلد ہیں۔اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اسکا ثبوت فراہم کریں جن کے نام پر اپنی دکانداری چمکاتے ہیں۔اور ہر مہینے گیارہویں کے نام پر اہلِ محلّہ کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ ہم وثوق سے کہہ

سکتے ہیں۔ کہ چوتھی صدی سے پہلے یہ اسکا وجود ثابت نہیں کر سکتے۔ جیساکہ انکے اکابرین نے اعتراف کیا ہے۔

مروجہ عید میلاد النبیؐ اجماعِ امت کے خلاف ہے : محدث گوندلویؒ لکھتے ہیں "جو چیز شرعی دلیل سے ثابت نہ ہوگی۔ وہ قطعاً قرآن و سنت واجماع وآثار کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ شریعت نے بدعت سے منع کیاہے اور اس پر سخت وعید فرمائی ہے، باوجود ممانعت اور وعید کے بدعتی اسکو ایجاد کرتا ہے۔ اس لئے وہ کتاب و سنت واجماع اور اثر کی مخالفت کرتا ہے اس بنا پر بدعت کا کتاب و سنت واجماع اور اثر کے مخالف ہونا ضروری ہے"۔

(الاصلاح : ۹ حصہ دوم)

مروجہ عید میلاد اور علماء محققین : چاروں مذاہب کے ائمہ اس بدعت کی مذمت کرتے ہیں جیساکہ

۱۔ امام تاج الدین فاکہانیؒ فرماتے ہیں کہ "بہت سارے لوگوں نے باربار مجھ سے عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں پوچھا کہ آیا شریعت میں اسکا کوئی اصل ہے یا یہ دین میں جاری کردہ بدعت ہے ؟ تو میں نے کہا کہ اس عید میلاد کا کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کرنا علماء امت سے منقول ہے، بلکہ یہ بدعت ہے۔ جسے جھوٹوں نے ایجاد کیاہے"۔ (المورد فی عمل المولد از فاکہانیؒ)

۲۔ امام ابو عبداللہ محمد بن محمد العبدری التوفی ۷۳۷ھ المعروف بابن الحاجؒ لکھتے ہیں کہ "لوگوں کی دین میں پیدا کردہ بدعات میں سے ایک بدعت محفل میلاد ہے۔ یہ لوگ اس اعتقاد سے مناتے ہیں۔ کہ یہ عبادات میں سے سب سے بڑی عبادت ہے۔ جبکہ یہ بدعت محفل میلاد دوسری بہت ساری بدعات اور محرمات کو گھیرے ہوئے ہے، جیساکہ گانے اور گانوں کے آلات کا استعمال مردوں اور نوجوانوں کا اس محفل میں شرکت کرنا اور عورتوں کا انکو دیکھنا مفاسد سے خالی نہیں ہے"۔ (المدخل لابن الحاجؒ)

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "محفل میلاد کی نیت سے کھانا تقسیم کرنا بھی بدعت ہے"

معلوم ہوا کہ ساتویں صدی کے آخر تک اس بدعت کے ضمن میں بہت ساری بدعات نے جنم لے لیا تھا۔

۳۔ امام ابن النحاس التوفی ۸۱۶ھ نے اس بدعت کے متعلق تفصیلاً لکھاہے۔ کہ بدعتی اس بدعت کی آڑ میں کون کون سے مفاد حاصل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں "ربیع الاول میں محفلِ میلاد لوگوں کی جاری کردہ بدعت ہے"

(تنبیه الغافلین عن اعمال الجاهلین و تحذیر السالکین من افعال الهالکین : ۴۹۹)

رسول اللہ ﷺ کی تاریخِ ولادت : آپؐ کی تاریخِ ولادت میں اختلاف کی وجہ سے اربل میں اس بدعتِ میلاد کا موجد بادشاہ ایک سال آٹھ ربیع الاول اور ایک سال بارہ ربیع الاول کو جشن مناتا تھا۔

تاریخِ ولادت کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔ صحیح ترین قول ۹ ربیع الاول ہے۔ جیسا کہ مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ لکھتے ہیں "ہمارے نبی ﷺ موسم بہار دو شنبہ کے دن ۹ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۷ بکری کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق و قبل طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے حضور ﷺ اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے۔ (رحمۃ للعالمین: ۴۰)

۲۔ مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمد محمود پاشا فلکی نے بھی یہی تحقیق پیش کی ہے۔

۳۔ پیر عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں کہ "ہمارے نبی کریم ﷺ کی ولادت ۱۰ محرم کو ہوئی ہے۔

(غنیۃ الطالبین: ۲/ ۳۹۲ طبع بیروت)

جب تاریخ میلاد میں اختلاف ہے اور صحیح قول ۹ ربیع الاول کے بارے میں ہے تو بارہ ربیع الاول کو جشن کے لیے متعین کرنا کیسے صحیح ہے۔؟

تاریخِ وفات: تاریخ میلاد کی طرح آپ ﷺ کی تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ موسیٰ بن عقبہ، اور لیث بن سعد یکم ربیع الاول ابو مخنف، کلبی، سلیمان تیمی، امام ابن حزم، امام سہیلی، حافظ عراقی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ سیوطی رحمہم اللہ دو ربیع الاول، جمہور، ابن اسحاق، ابن قتیبہ، محمد بن سعد، سعید بن عفیر، امام ابن حبان، ابن عبدالبر ابن رشد، ابن جوزی، ابن سید الناس، ابن الصلاح، امام نووی، ابو طاہر مقدسی، حافظ ابن کثیر، امام مزنی، امام ذہبی، حافظ ابن رجب، عبدالقادر قرشی حنفی (۶۹۶-۷۷۵ھ) علامہ عینی حنفی، ملا علی قاری حنفی اور قاضی سلیمان منصور پوری رحمہم اللہ بارہ ربیع الاول کو آپؐ کی تاریخ وفات قرار دیتے ہیں۔

ہمیں اس اختلاف سے کوئی غرض نہیں۔ ہم نے صرف دیکھنا یہ ہے۔ کہ جو لوگ بارہ ربیع الاول کو جشن میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔ انکے نزدیک آپ کی تاریخ وفات کونسی ہے۔

تو بریلوی مذہب کے بانی مبانی اور مؤسس احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں کہ "نبی ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کو ہے۔ اور اسی میں وفات شریف ہے (ملفوظات: ۲۲۰ حصہ دوم)

معلوم ہوا کہ بریلویت کے امام احمد رضا خان کی تحقیق یہ ہے۔ کہ آپؐ کی ولادت اور وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یہ لوگ بارہ ربیع الاول کو بارہ وفات کہہ کر پکارتے تھے۔ اور ختم دلواتے تھے۔ آج یہی لوگ اس دن کو عید میلاد النبی ﷺ کا جشن مناتے ہیں۔ یہ کہاں کی صحیح بات ہے؟

جبکہ جس دن خاتم الانبیاء سید المرسلین سید الکونین محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اس دن مدینہ منورہ میں قیامت صغریٰ برپا تھی۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ان کو کیا معلوم کہ اس دن صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کے

دلوں پر کیا گزر رہی تھی۔ وہ تو حزن و ملال کا مجسمہ بنے ہوئے تھے۔ جو آپ ﷺ کے فراق میں ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔ کھجور کا وہ تنا جس کے ساتھ آپ ﷺ اپنی زندگی میں ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے منبر پر خطبہ شروع کیا تو اس کھجور کے تنے نے آپ ﷺ کے فراق میں رونا شروع کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے معانقہ کیا اور فرمایا اگر میں محمدؐ اس کے ساتھ معانقہ نہ کرتا تو یہ قیامت تک بلبلاتا رہتا۔ یہ تو جمادات کی آپ ﷺ کے فراق میں آپؐ کی زندگی میں حالت تھی۔ صحابہ کرامؓ جو آپ ﷺ کے سچے محبّ تھے۔ آپؐ کی جدائی میں انکے غم کا کیا عالم ہوگا؟ آپؐ کے فراق میں بلال حبشیؓ نے اذان دینا چھوڑ دی تھی۔ حضرت عمرؓ گھٹنوں کے بل گر گئے تھے۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ اس دن دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں دن کے وقت اندھیرا چھا گیا تھا۔ ہر چیز تاریک ہوگئی تھی۔ دن کے وقت اس قدر شدید اندھیرا تھا کہ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ آپ کا یوم وفات کائنات کا تاریک ترین دن تھا۔ آپؐ کی وفات سوموار کو دوپہر کے وقت ہوئی اور آپ کو بدھ کی رات دفن کیا گیا تھا۔ اس دوران اہل بیتؓ نے کھایا نہ پیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے غم میں حضرت فاطمہؓ کہتی تھیں "لوگو! میرے بابا کی وفات کی وجہ سے میرے دل پر اس قدر غم ٹوٹ پڑے ہیں۔ اگر یہ غم دنوں پر پڑتے تو دن راتوں میں بدل جاتے"۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحیح قول کے مطابق حضرت فاطمہؓ چھ ماہ زندہ رہیں۔ اس مدت کے دوران انکے چہرے پر لمحہ بھر کے لیے بھی خوشی کے آثار دکھائی نہیں دیئے۔

مگر افسوس ہے ان خواہشات پرستوں اور پیٹ کے پچاریوں پر جنہیں صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کی پریشانی کا احساس تک نہیں ہوا۔ اس دن کو اپنی شکم پروری کا ذریعہ بنا کر گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر اچھلتے، کودتے، دھمال ڈالتے، دیگیں پکاتے اور خوشیاں مناتے نظر آتے ہیں۔

اہلِ بدعت کے دلائل اور استدلال: اہلِ بدعت چونکہ شریعت کے کلیات، مقاصد، کلام عرب اور علم اصول سے ناواقف ہوتے ہیں اور بدعت کے ثبوت میں متشابہات کی اتباع کرتے ہیں۔ اس لیے انکا استدلال انتہائی کمزور ہوتا ہے۔ اسی طرح مروجہ عید میلاد کا قرآنی آیات میں تحریف اور ترمیم کر کے احادیث صحیحہ کے عموم اور مطلق دلیلوں سے استدلال کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ موضوع (من گھڑت) ضعیف نا قابل استدلال روایات اور اپنے بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ اہلِ بدعت کا یہ اندازِ استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ بدعت کو عام یا مطلق دلیلوں کے تحت سمجھتے ہیں۔ جب کہ سلف علماء اسکا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ بدعت مطلق یا عام دلیل کے تحت نہیں آتی ہے۔

مثال کے طور پر جب بعض امراء نے نمازِ عیدین سے پہلے اذان ایجاد کی تو مسلمانوں نے اس کا انکار کیا۔

اور اسکو بدعت قرار دیا۔اور ناجائز قرار دینے کی وجہ صرف بدعت ہونے کے اور کوئی نہیں تھی۔اگر یہ وجہ مخالف نہ ہوتی تو کہا جاسکتا تھا۔کہ اذان اللہ کا ذکر، اسلام کا شعار ، ایمان کی علامت اور دعوتِ تامہ ہے۔غلبہ اسلام کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

اذان اپنے کم الفاظ میں عقیدے کے بے شمار مسائل کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔اس میں اللہ تعالی کی کبریائی، اس کے وجود اور کمال کا ذکر، توحید باری تعالی کا اقرار، شرک کی نفی، رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا ثبوت، نماز، فلاح اور دائمی بقا کی طرف بلاوا ہے۔پھر یہ بظاہر عام دلیلوں کے تحت درج بھی ہوسکتی ہے۔ اور﴿ومن أحسن قولا ممن دعا الی الله﴾(حم السجدۃ : ۳۳)"اس شخص سے اور کس شخص کا قول بہتر ہے۔جو اللہ کی طرف بلاتا ہے"۔اسی طرح آیت﴿ولذکر الله اکبر﴾(العنکبوت : ۴۵)"اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے"۔سے اس کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے اذانِ عیدین کو اذانِ جمعہ پر قیاس کرتے مگر سلف کا انکار بتاتا ہے۔کہ یا تو اذان عیدین ان آیات کے تحت داخل نہیں یا مستثنی ہے۔

یہی حال باقی بدعات کا ہے۔بدعات یا تو عام دلیلوں کا فرد ہی نہیں ہوتیں ہیں یا ان سے مستثنی ہوتی ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کے لیے عام اور مطلق دلیل سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :"عیدین کی اذان کے بدعتِ حسنہ ہونے پر استدلال ان سب استدلالات سے قوی ہے، جو دوسری بدعات کے حسنہ ہونے پر کئے جاتے ہیں۔(اقتضاء الصراط المستقیم : ۲۷۹)

حالانکہ سلف نے اذانِ عیدین پر انکار کیا ہے۔معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ثابت ہونے کے بعد عام یا مطلق دلیلوں سے اسکے حسنہ ہونے پر استدلال نہیں کرسکتے۔جیسا کہ اہلِ بدعت کرتے ہیں۔اور یہی حال مروجہ عید میلاد النبی ﷺ کا ہے۔

بدعات کیوں عام یا مطلق دلیل کے تحت داخل نہیں یا کس طرح مستثنی ہیں؟

محدث گوندلویؒ لکھتے ہیں کہ "عیدین کی اذان پر سلف کے انکار سے یہ بات توپایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ جس نئے کام کی مصلحت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بدون معارض موجود ہو۔وہ کام عام یا مطلق ادلہ کے نیچے یا تو سرے سے داخل ہی نہیں ہوتا۔یا مستثنی ہوتا ہے۔مگر عام یا مطلق کے نیچے نہ داخل ہونے کی کیا وجہ ہے ؟اس کی وجہ یہ ہے کہ بدعتی ایک مباح کو سنت یا واجب یا فرض قرار دیتا ہے۔اگر مباح کو مباح سمجھ کر کیا جاوے تو وہ اباحت کی عام یا مطلق ادلہ کے نیچے درج ہوجاتا ہے۔اگر اس کو سنت یا واجب یا فرض سمجھ کر کیا جائے تو اس صورت میں وہ اباحت کی عام یا مطلق ادلہ سے خارج ہوجاتا ہے۔

اب اسکے ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل ہونی چاہیے۔ جو اباحت سے بالاتر پر دلالت کرے۔ اسی طرح اگر بدعتی کسی بدعت کو صرف مباح سمجھ کر کرتا ہے۔ مگر عملاً اسکے ساتھ سنت یا واجب کا سا معاملہ کرتا ہے۔ اس کے ترک پر حرج خیال کرتا ہے اسکو چھوڑنے میں تنگی محسوس کرتا ہے۔ تو اس صورت میں اس نے اس کام کا درجہ اسکی حد سے بڑھا دیا۔ پس اس صورت میں بھی اس پر عام یا مطلق ادلہ سے استدلال درست نہیں جن میں اس بڑھے ہوئے درجہ کا ذکر نہ ہو۔

اگر ان عام یا مطلق ادلہ کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ بدعات کو بھی شامل ہیں۔ پس اس صورت میں یہ بدعات بوجہ منع بدعت کی ادلہ کے مستثنی ہو کر خارج ہو جائیں گی۔ پس دعوت الی اللہ اگرچہ عیدین کی اذان کو بھی شامل ہے۔ مگر عیدین کی اذان چونکہ بدعت ہے۔ اس لیے یہ دعوت الی اللہ سے خارج سمجھی جائے گی"۔ (الاصلاح حصہ دوم : ۱۴-۱۵)

اہلِ بدعت مروجہ عید میلاد کی ثبوت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں۔ تو کیا صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ دینؒ، سلف صالحینؒ ان سے بے خبر تھے ؟ اگر ان دلائل سے مروجہ عید میلاد کا جواز یا استحباب ثابت ہوتا تو یہ لوگ ضرور اسکا اہتمام کرتے۔ اور خود نبی کریمؐ نے باوجود مقتضی اور عدم مانع کے ترک کیا ہے۔ اب اس کا ترک کرنا سنت ہے اور کرنا بدعتِ سیئہ اور مذمومہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : " جہاں ایک بدعت پیدا ہوتی ہے۔ وہاں ایک سنت مٹ جاتی ہے۔ جس بدعت سے سنت یا فرض مٹ جائے اس کو بدعتِ حسنہ کہنے کا کیا معنی ؟

ظلمات بعضھا فوق بعض : پھر اس بدعت عید میلاد کے تحت بے شمار بدعات، خرافات، ہفوات، ترھات بیسیوں محرمات اور منکرات نے جنم لے لیا ہے۔ جیسا کہ روضہ ء رسول ﷺ کی شبیہ بنانا، شرکیہ نعتیں پڑھنا، مجلس کے آخر میں قیام اس عقیدہ کے ساتھ کرنا کہ نبی کریم ﷺ مجلس میں خود حاضر ہوتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) شیرینی تقسیم کرنا۔ دیگیں پکانا، دروازے اور پہاڑیاں بنانا، عمارتوں پر چراغاں کرنا، جھنڈیاں لگانا، ان پر آپ ؐ کی نعلین شریفین کی تصویر بنانا مخصوص لباس پہننا۔ تصویریں اتارنا، رقص و تواجد کا اہتمام کرنا جو کہ اصحاب سامری کی ایجاد ہے۔ شب بیداری کرنا، اجتماعی نوافل، اجتماعی روزے اور اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کرنا۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط، نوجوان لڑکوں کا جلوس میں شرکت کرنا اور عورتوں کا انکو دیکھنا، آتش بازی، مشعل بردار جلوس جو کہ عیسائیوں کا وطیرہ ہے، گانے باجے، فحاشی و عریانی، فسق و فجور، دکھاوا اور ریاکاری، من گھڑت قصے، کہانیاں، اور جھوٹی روایات کا بیان، انبیاء، ملائکہ، صحابہ کرامؓ، کے بارے میں شرکیہ اور کفریہ عقیدے کا اظہار، قوالی، لہو و لعب، مال و دولت، اور

وقت کا ضیاع وغیرہ۔ بلکہ اب تو ان پروگراموں میں بد امنی، لڑائی جھگڑا، قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔
یہ بدعتِ قبیحہ، ضلالہ اور سیئہ، کم علم، جاہل، اور بدعتی ملاؤں کی شکم پروری کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جو اس بدعت کی آڑ میں اپنے مذہبی تعصب، باطل عقائد، فاسد نظریات کا اظہار کرتے ہیں۔ تکفیر و تفسیق، فتویٰ بازی، گالی گلوچ، اور بکواسات کا بازار گرم کرتے ہیں۔ وہ اس بدعت کو کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز سمجھتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنے والے کو ابلیس کہتے ہیں۔ موحدین کی مساجد کے سامنے نعرہ بازی، شوروغل، ہنگامہ آرائی اور اپنے انتقامی جذبات کی تسکین بھی اسی بہانہ سے کر لیتے ہیں۔

خوفِ خدائے پاک دلوں سے نکل گیا — آنکھوں سے شرم سرورِ کون ومکاں گئی

حکومت اور مروجہ عید میلاد النبیؐ: واضح رہے کہ اربل میں اس بدعتِ سیئہ، قبیحہ، مذمومہ کے موجد بادشاہ نے اسکو سیاستاً رائج کیا تھا۔ اور ہماری حکومت کی بھی نفاق پر مبنی یہی سیاسی پالیسی ہے۔ کہ ایک طرف تو فرقہ بندی، گروہ بندی کو ناپسند کرتی ہے۔ دوسری طرف فرقہ بندی کو ہوا دینے کے لیے بہت سی قومی دولت لٹا دیتی ہے۔ بلکہ یہ بدعت حکومت کی پشت پناہی میں ہو رہی ہے۔ سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ اسکو سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔ حالانکہ ان حکمرانوں کو یہ معلوم نہیں کہ اگر ہم اپنے اکابرین اور اسلاف کے یومِ پیدائش اور یومِ وفات کو سرکاری سطح پر منانا شروع کر دیں تو شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں عید میلاد اور عرس شریف نہ ہو۔ پھر اس بدعت کی باقاعدہ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات میں تشہیر کی جاتی ہے۔ بڑے بڑے سرکاری اداروں میں عورتوں کے بھی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ دوسرے دن اخبارات میں ان پروگراموں میں شریک ہونے والی نوجوان لڑکیوں کی تصاویر بھی چھپتی ہیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)
دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب کا سچا محب، مطیع اور متبع بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
اللھم وفقنا لما تحب و ترضی۔

بقیہ .... حضرت مولانا محمد عبدہ الفلاح کا سانحہ ارتحال

اور متعدد مدارس میں شیخ الحدیث کے منصبِ جلیلہ پر فائز رہے۔ انکے شاگردوں کی تعداد پاک وہند میں ہزاروں سے متجاوز ہے۔ دوران تدریس آپنے تحقیقی مقالہ جات اور تصنیف و تالیف کا شغل بھی جاری رکھا انکی مشہور تالیفات میں اشرف الحواشی، اردو ترجمہ مفردات القرآن، تحریکِ اہلحدیث، فضیلت الصحیحین، موطا امام مالک اور امام محمد کا موازنہ، حیات ابن حجرؒ وغیرہ...... رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب اور شیخ الحدیث مولانا پیر محمد یعقوب صاحب اور دیگر اساتذہ اور طلبہ جامعہ نے انکی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے اور انہیں انکے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین (ادارہ)